صریرخامہ
SAREER A KHAMA
TAFHEEM RESEARCH CENTRE
Category Y
ISSN Online: 3005-947X
ISSN Print: 3005-9461
Vol: 05, Issue 03 (July-September 2026)

سہو کی حقیقت اور رسول اللہ ﷺ سے اس کی نسبت: ایک تحقیقی مطالعہ

The Reality of Forgetfulness (Sahw) and Its Attribution to the Allah's Massinger ﷺ: A Research Study

Dr. Owais Anwer
Assistant Professor, Department of Social Science, Szabist University, Karachi
owais.anwer@szabist.edu.pk

Dr. Muhammad Ishaq
Assistant Professor, Department of Usool Uddin, University of Karachi
dr.ishaqalam@gmail.com

Dr. Muhammad Altaf ur Rehman
Senior Lecturer, Salim Habib University of Karachi
dr.ishaqalam@gmail.com

Abstract:
Allah Almighty established a means of communication between Himself and His servants. The medium of communication between Allah and His servants is called a Prophet. The Prophets have been made superior to all the people of the world. Although they are human beings, they are completely different from ordinary humans — divine revelation is sent down upon them, and miracles are manifested through them. Outwardly, they may appear like any other human being, but they are entirely distinct. This is why the polytheists of Makkah were confused and used to say: "What is wrong with this messenger that he eats food like us and walks in the markets in search of sustenance?"
The Prophet ﷺ was purified by Allah from all sins and was made infallible (ma'soom). There is a consensus among the entire Ummah that before and after Prophethood, the Prophet ﷺ was completely free from all forms of disbelief and polytheism, as well as from all major and minor sins. Not only did he never commit any sin in this world, but he never even did anything that would be against the dignity of Prophethood.
However, since the Prophet ﷺ was also a human being, it is possible for him to make ijtihadi (judgment-based) errors, or to experience forgetfulness (nisyan) or unintentional mistakes (sahw).
In the following paper, this issue has been explored: Can the Messenger of Allah ﷺ — who is the leader of all the Prophets and is infallible — make a mistake out of forgetfulness (sahw)? If it is possible, then does such forgetfulness contradict the concept of prophetic infallibility (ismah) or not?
Keywords: prophetic infallibility, forgetfulness, unintentional mistakes

تمہید:

اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان رابطے کا ایک سلسلہ شروع کیا، اس رابطے میں اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان جو واسطہ ہے اس کو نبی کہتے ہیں۔ انبیاء کرام کو تمام دنیا کے انسانوں سے افضل بنایا ہے۔ اگرچہ انبیاء کرام انسان ہوتے ہیں لیکن عام انسانوں سے بلکل مختلف ہوتے ہیں، ان پر وحی کا نزول ہوتا ہے اور معجزات ظاہر ہوتے ہیں۔ بظاہر دکھنے میں تو ایک عام انسان ہی لگتے ہیں لیکن عام انسان سے بلکل جدا ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مشرکین مکہ کو وہم ہوا اور وہ کہا کرتے تھے (اس رسول کو کیا ہوا کہ یہ ہماری طرح کھانا بھی کھاتا ہے اور ہماری طرح رزق کی تلاش میں بازاروں میں بھی چلتا پھرتا ہے) رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام گناہوں سے پاک کیا ہے اور آپ کو معصوم بنایا۔ اس امر پر امتِ مسلمہ کا اجماع ہے اور اس بارے میں کوئی معتبر اختلاف منقول نہیں کہ آپ ﷺ سے قبل از نبوت اور بعد از نبوت ہر طرح کے کفر و شرک۔ گناہ کبیرہ و صغیرہ سب سے پاک ہیں۔ اس دنیا میں ان سے کوئی گناہ تو درکنار ایسا کوئی کام جو نبوت کی شان کے خلاف ہو ان سے سرزرد نہیں ہوا لیکن چونکہ آپ ﷺ بھی انسان ہیں تو ان سے اجتہادی خطاء، سہو یا نسیان کا صدور ممکن۔ درج ذیل مقالہ میں اس بات کی تحقیق کی گئی ہے کہ کیا رسول اللہ ﷺ جو کہ تمام انبیاء کے سردار ہیں اور معصوم ہیں۔ کیا آپ ﷺ سے سہو کا صدور ہو سکتا ہے جو کہ ممکن ہے تو کیا سہو عصمت انبیا کے منافی ہے یا نہیں۔

نبی: مَن جاءه الوحي بواسطة مَلَك، أو بالإلهام في القلب، أو عن طريق الرؤيا الصالحة [1]

جس کی طرف فرشتے کے ذریعے وحی کی جائے، یا اس کے دل میں الہام ڈالا جائے، یا اسے سچے خواب کے ذریعے رہنمائی دی جائے۔

رسول: هو مَن أُنزل عليه كتابٌ، وشُرعت له شريعةٌ مستقلةٌ، وأُيّد بالمعجزة الدالّة على نبوته [2]

وہ شخص جس پر اللہ تعالیٰ نے کتاب نازل فرمائی، اس کے لیے مستقل شریعت مقرر کی، اور اس کی نبوت کی صداقت ثابت کرنے کے لیے اسے معجزے سے تائید عطا فرمائی۔

نبوت کی شرائط:

علامہ ابراہیم اللقانی نبوت کی شرائط ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

الذكورة، وكمال العقل والذكاء والفطنة وقوة الراى (ولو فى الصبى كعيسىٰ ويحيى) والسلامة عن كل ما ينفر عن الاتباع كدناءة الاباء، وعهر الامهات والغلظة والفظاظة والعيوب المنفرة للطابع

1 :الجرجانی، علي بن محمد بن علي الزين الشريف، كتاب التعريفات، دار الكتب العلمية بيروت-لبنان 1403ھ 1983، ص239

2 :التميمي، محمد بن خليفة، حث الأتباع على تجريد الاتباع، دار الأماجد للطباعة والنشر، الرياض-السعودية، 1440ھ 2019، ص68

كالبرص والجذام ونحو ذلك ،والامور المخلة بالمروة كالاكل على الطريق ،والحرب الدنيئة كالحجامة ،وكل ما يخل بحكمة البعثة من اداء الشرائع وقبول الامة وزاد غيره من شروطها :الحرية والبشرية[3]

مرد، کمال عقل، ذہانت، ذہانت، قوتِ رائے (اگرچہ بچپن میں ہی کیوں نہ ہو جیسے عیسیٰ اور یحییٰ علیہ السلام) اور ہر اس چیز سے حفاظت جو اتباع کونے والوں کو متنفر کرتی ہو جیسے کہ جیسے والدین کی پستی، ماؤں کا بدکردار ہونا، سختی، بدتمیزی، اور کردار کو دفع کرنے والے عیب۔ جیسے برص، جذام وغیرہ، اور وہ چیزیں جو غیر اخلاقی ہوں، جیسے راستے میں کھانا، اور خسیس پیشہ جیسے کہ حجامہ کرنا، اور ہر وہ چیز جو بعثت کے مقاصد میں شریعت کے امور کی ادائیگی اور امت کے قبول کرنے میں خلل ڈالتی ہو۔ بعض نے اس میں دو شرائط اور لگائی ہیں کہ آزاد اور بشریت۔

نبوت کی شرائط میں ایک چیز کا ذکر آیا کہ ایسا کوئی کام جو اتباع کرنے والوں کو متنفر کرتی ہو جن میں گناہ۔ خطاء معصیت جہالت نسیان اور سہو ۔تو کیا انبیاء کرام سے بھی ان چیزوں کا صدور ممکن ہے یا نہیں۔ تو بنیادی بات یہ ہے کہ انبیاء کرام اور خصوصا رسول اللہ ﷺ سے مندرجہ ذیل امور کا صدور کس حد تک ممکن ہے تو اس امر پر امتِ مسلمہ کا اجماع ہے اور اس بارے میں کوئی معتبر اختلاف منقول نہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی بھی گناہ کا صدور ممکن نہیں ہے۔ حضور ﷺ تمام گناہوں سے مبراء ہیں۔ گناہ دو طرح کے ہوتے ہیں گناہ صغیرہ اور گناہ کبیرہ۔

مقدمہ کے طور پر یہ جاننا ضروری ہے کہ گناہ کے لیے قرآن کریم میں کئی الفاظ وارد ہوئے ہیں، جیسے الذنب، السئیہ عصیان۔ چاہے قبل از نبوت ہو یا بعد از نبوت، رسول اللہ ﷺ ان تمام امور سے منزہ ہیں۔ یہ بات مسلم ہے کہ رسول اللہ ﷺ تمام گناہوں سے معصوم ہیں، چاہے نبوت سے پہلے ہوں یا نبوت کے بعد۔ لیکن یہاں یہ جاننا ضروری ہے کہ عصمت سے کیا مراد ہے؟

عصمت کی تعریف:

امام راغب اصفہانی رقمطرز ہیں:

عصم الله تعالى أنبياءه وحفظهم، فخصّهم بصفاء الجواهر، وميّزهم بالفضائل الجسمية والنفسية، وأيّدهم بالنصرة، وثبّت أقدامهم، وأنزل عليهم السكينة، وحفظ قلوبهم، ووفّقهم للخير والصواب[4]

اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کو عصمت عطا فرمائی اور ان کی حفاظت فرمائی۔ چنانچہ انہیں پاکیزہ اور اعلیٰ فطرت و سرشت کے ساتھ ممتاز فرمایا، انہیں جسمانی اور روحانی فضائل سے نوازا، اپنی نصرت و مدد سے ان کی تائید فرمائی، ان کے قدموں کو ثابت رکھا، ان پر سکینت نازل فرمائی، ان کے دلوں کی حفاظت فرمائی اور انہیں خیر و صواب کی توفیق عطا فرمائی۔

3 :اللقانی برہان الدین بن ابراہیم، شرح الناظم علی الجوہرۃ، دار البصائر 1430ھ 2009، 1/ 696

4 :الأصفهانی أبو القاسم الحسين بن محمد المعروف بالراغب، المفردات في غريب القرآن، دار القلم، الدار الشامية- دمشق بيروت، 1412ھ ص 570

ابن حجرؒ قمطراز ہیں:

حفظهم من النقائص، وتخصيصهم بالكمالات النفسية والنصرة والثبات فى الأمور وإنزال السكينة عليهم[5]

اللہ نے انبیاء کو تمام نقائص سے محفوظ رکھا، اور انہیں روحانی کمالات، مدد اور معاملات کے ساتھ خاص کیا، اور ان پر اطمنان و سکونت کو نازل کیا۔

سعد الدین تفتازانی تحریر فرماتے ہیں:

وحقيقة العصمة ألا يخلق الله تعالى فى العبد الذنب مع بقاء قدرته واختياره[6]

عصمت کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کے دل میں قدرت اور اختیارات کی بقاء کے باوجود گناہ کی طلب پیدا نہیں کرتا۔

ابن ہمام تحریر فرماتے ہیں:

تخصيص القدرة بالطاعة، فلا يخلق له قدرة على المعصية[7]

اطاعت کی صلاحیت کے ساتھ قدرت کو مختص کرنا، ان میں گناہوں پر قدرت پیدا نہیں کی گئی۔

ذکر کردہ تعریفات میں جو مکاتب فکر اور آراء ہم نے فنی طور پر عصمت کی تعریف میں پیش کی ہیں ان سے ظاہر ہے کہ یہ تعریفات اگرچہ ان کے اظہار کے انداز میں مختلف ہیں اور انبیاء علیہم السلام کی عصمت کے مفہوم کے بارے میں ان کے نقطہ نظر کے پہلو مختلف ہیں، لیکن ان سب کا اختتام خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کی حرمت اور ہر طرح کے گناہ و محظورات سے ان کی حفاظت کے چاہے نبوت کے بعد ہو یا نبوت سے پہلے۔ اسی وجہ سے انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ ایک ایسی خاص صلاحیت عطا فرماتے ہیں کہ جس کی بدولت ان سے کسی قسم کا کوئی گناہ صادر نہیں ہوتا ان کے قلوب کو اتنا منور کر دیا جاتا ہے کہ کسی قسم کے گناہ کا داعیہ ان کے قلوب پر نہیں آتا۔

عصمت کے مواضع:

العصمة التى أوجبها الله تعالى لرسله عليهم السلام تتعلق بالاعتقادات، والتبليغ، والأقوال والأفعال، وخص نبينا ﷺ بعصمة بدنه الشريف من القتل. فقد عصم الله عز وجل أنبياءه ورسله من الوقوع فى محظور فى الأمور السابقة حتى أدوا رسالتهم ولحقوا بباريهم عز وجل. وعصمة الأنبياء عليهم السلام فى الأمور السابقة

5 : العسقلانی، أحمد بن علي بن حجر فتح الباري بشرح البخاري، المكتبة السلفية- مصر، 1380ھ 11/502 ح6612

6 : شرح الناظم على الجوهرة ص804 حوالہ سابقہ

7 : ابن الہمام، لإمام كمال الدين محمد بن همام الدين عبد الواحد، كتاب المسامرة فى شرح المسايرة في علم الكلام، المكتبة الأزهرية للتراث- القاهرة، 2006، 2/80

ثابتة لهم قبل النبوة وبعدها في الكبائر والصغائر، عمدها وسرها على الأصح، في ظاهرهم وباطنهم ورضاهم وغضبهم، وهو ما أدين الله تعالى به، لأن حال الأنبياء قبل النبوة يؤثر على مستقبل دعوتهم بعد النبوة سلبا وإيجابا[8].

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں پر جو عصمت واجب کی ہے اس کا تعلق عقائد، تبلیغ، اقوال وافعال سے ہے۔ اس نے ہمارے نبی ﷺ کے جسم اطہر کی قتل سے حفاظت کی ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے انبیاء اور رسولوں کو ماضی میں حرام معاملات میں پڑنے سے اس وقت تک محفوظ رکھا یہاں تک کہ وہ اپنے پیغام کو پورا نہیں کرتے اور اپنے خالق قادر مطلق سے مل جائیں۔ انبیاء کی عصمت سابقہ امور میں چاہے نبوت سے پہلے اور اس کے بعد کبیرہ گناہوں میں ہو اور صغیرہ گناہوں میں، جان بوجھ کر ہو یا پوشیدہ ہو صحیح قول کے مطابق، ان کے ظاہری اور باطنی پہلوؤں، ان کی رضامندی اور غصے کے لحاظ سے ہو ان کے لیے ثابت ہوتی ہے، اور یہ وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے ذمہ لگایا ہے، کیونکہ انبیاء کی نبوت سے پہلے کی حالت نبوت کے بعد ان کی مستقبل کی دعوت پر منفی یا مثبت اثر انداز ہوتی ہے۔

اس تمام تفصیل کے بعد یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انبیاء کرام خصوصاً رسول اللہ معصوم ہیں ان میں اللہ تعالیٰ نے گناہ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھی کیونکہ ان میں اطاعت اعلیٰ درجہ تک ہوتی ہے جس کی وجہ سے ان کے دل میں گناہوں کا داعیہ ہی پیدا نہیں ہوتا۔

لیکن چند سوالات ذہن میں آتے ہیں کہ

پہلا سوال: کیا رسول اللہ ﷺ بعد از نبوت معصوم ہوتے ہیں یا قبل از نبوت بھی معصوم ہوتے ہیں؟

دوسرا سوال: کیا قبل از نبوت ان سے کسی گناہ کبیرہ کا ارتکاب ممکن ہے یا نہیں؟

تیسرا سوال: اگر نبی گناہوں سے پاک ہوتے ہیں تو کیا ان سے کسی صغیرہ گناہ کا صدور ممکن ہے یا نہیں؟

چوتھا سوال: جہاں تک گناہ کی بات ہے تو سمجھ آتی ہے کہ تمام انبیاء خصوصا رسول اللہ ﷺ معصوم ہیں تو کیا ان سے کسی خطا، نسیان سہو وغیرہ کا صدور ممکن ہے یا نہیں؟

پانچواں سوال رسول اللہ ﷺ سے سہو کا صدور کیا آپ ﷺ کی عصمت کے خلاف ہے یا نہیں؟

ان تمام سوالات کے جوابات جاننے سے پہلے ان کی تعریفات پر غور کرنا پڑے گا۔ قرآن کرم میں جن مقامات پر گناہ کا تذکرہ کیا گیا ہے وہاں مختلف الفاظ ذکر فرمائے ہیں جیسے اثم، ذنب، خطیئۃ السیئۃ پہلے ان تمام الفاظ کی تعریفات ذکر کر کے ان کی تفصیل کی طرف آتے ہیں۔

اثم: ما يجب التحرز منه شرعا وطبعا[9] شریعت اور فطرت کے مطابق جن چیزوں سے بچنا لازمی ہے۔

8: الشریف عماد السید محمد إسماعیل رد شبهات حول عصمة النبی ﷺ فی ضوء السنة النبویة الشریفة م ن س ن ص 22

9: التعریفات حوالہ سابقہ

ذنب: ما يحجبك عن الله تعالى[10] جو چیز تجھے اللہ سے دور کر دے اس کو ذنب کہتے ہیں

الخطيئة: أن الخطيئة قد تكون من غير تعمد[11] خطیئہ وہ کہ جس کے صدور کا ارداہ نہ ہو

السيئة: الفعلة القبيحة، وهي ضد الحسنة۔[12] برے کام کو کہتے ہیں اور یہ نیکی کی ضد ہے

خطیئہ اور اثم کے درمیان فرق:

إنما فرق بين الخطيئة والإثم أن الخطيئة تكون عن عمد وعن غير عمد، والإثم لا يكون إلا عن عمد وقيل: الخطيئة الصغيرة، والإثم الكبيرة[13]

خطیئہ اور اثم میں فرق یہ ہے کہ خطیئہ جان بوجھ کر یا غیر ارادی ہو سکتا ہے، جبکہ اثم صرف جان بوجھ کر ہو سکتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ خطیئہ سے مراد صغیرہ اور اثم سے مراد کبیرہ گناہ ہے۔

- **آپ ﷺ کا نبوت سے قبل اور نبوت کے بعد شرک و کفر سے پاک ہونا۔**

امت کا اجماع ہے کہ جس طرح رسول اللہ ﷺ بعد از نبوت تمام رزائل سے پاک ہیں اسی طرح قبل از نبوت بھی آپ ﷺ ان تمام رزائل سے پاک تھے۔ چنانچہ حدیث میں آپ ﷺ اپنا واقعہ بیان فرماتے ہیں:

حديث أنس بن مالك ان رسول الله ﷺ أتاه جبريل وهو يلعب مع الغلمان فأخذه فصرعه فشق عن قلبه فاستخرج القلب، فاستخرج منه علقة، فقال: هذا حظ الشيطان منك، ثم غسله في طست من ذهب بماء زمزم ثم لأمه، ثم أعاده في مكانه، وجاء الغلمان يسعون إلى أمه يعني ظئره فقالوا: إن محمدا قد قتل، فاستقبلوه وهو منتقع اللون، قال أنس وقد كنت أرى أثر ذلك الخيط في صدره[14]

حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جبریل آئے جبکہ آپ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے، انہوں نے آپ کو پکڑا، نیچے لٹایا، آپ ﷺ کا سینہ چاک کیا اور دل نکال لیا، پھر اس سے ایک لوتھڑا نکالا اور کہا: یہ آپ (کے دل میں) سے شیطان کا حصہ تھا۔؛ پھر اس (دل) کو سونے کے طشت میں زمزم کے پانی سے دھویا، پھر اس کو جوڑا اور اس کی جگہ

10: التعریفات 107 حوالہ سابقہ

11: العسکری ابی ہلال معجم الفروق اللغویۃ، مؤسسۃ النشر الإسلامی التابعۃ لجماعۃ المدرسین، 1412ھ 222

12: المفردات في غريب القرآن ص 441 حوالہ سابقہ

13: القرطبی، أبو عبد الله، محمد بن أحمد الأنصاري، الجامع لأحكام القرآن، دار الكتب المصرية–القاهرة 1383ھ 1964، 5/380

14: النیسابوری أبو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب الإسراء برسول اللہ ﷺ، مطبعۃ عیسی البابی الحلبی و شرکاہ، القاہرۃ، 1374ھ 1900، 1/147 ح 162

پر لوٹا دیا، بچے دوڑتے ہوئے آپ کی والدہ، یعنی آپ کی رضاعی ماں کے پاس آئے اور کہا: محمد ﷺ کو قتل کر دیا گیا ہے۔ یہ خبر سنتے ہی لوگ دوڑتے ہوئے وہاں پہنچے تو آپ ﷺ کو سامنے سے آتے ہوئے دیکھا۔ آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک کا رنگ متغیر تھا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں: میں آپ ﷺ کے سینۂ مبارک پر اس زخم کا نشان دیکھا کرتا تھا۔

دوسری روایت:

رسول اللہ ﷺ کی عمرِ مبارک بارہ برس تھی جب آپ ﷺ اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ شام تشریف لے گئے۔ وہاں بحیرہ نامی ایک راہب نے آپ ﷺ سے بتوں کے نام کی قسم لینے کی کوشش کی، مگر آپ ﷺ نے اسے منع فرمایا اور اس سے اجتناب کیا۔

قال له بحيرىٰ: يا غلام، أسألك باللات والعزّىٰ أن تجيبني عمّا أسألك عنه. فقال رسول الله ﷺ: وما شأن اللات والعزّىٰ بي؟ لا تسألني بهما؛ فوالله ما أبغضت شيئًا كما أبغضتهما، ولا أحببت أن أنظر إليهما لشدة كراهيتي لهما. ولكن سلني بالله، فإن كان عندي علمٌ بما تسألني عنه أخبرتك به[15]

بحیرہ نے آپ ﷺ سے کہا: اے لڑکے! میں تمہیں لات اور عُزیٰ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں، لہٰذا میرے سوال کا جواب دو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لات اور عُزیٰ سے میرا کیا تعلق ہے؟ مجھے ان دونوں کا واسطہ دے کر سوال نہ کرو۔ اللہ کی قسم! مجھے ان دونوں سے بڑھ کر کسی چیز سے نفرت نہیں تھی اور شدید کراہت کی وجہ سے میں ان کی طرف دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا تھا۔ البتہ اللہ کا واسطہ دے کر مجھ سے سوال کرو، اگر تمہارے سوال کا جواب میرے علم میں ہوا تو میں تمہیں ضرور بتاؤں گا۔

تیسری روایت:

رُوي عن ابن عباس رضي الله عنهما أن النبي محمدًا ﷺ كان يقف مع بني عمّه عند الصنم القائم بجوار زمزم، وكان يُسمّى إسافًا. فرفع رسول الله ﷺ نظره إلى أعلى الكعبة برهةً، ثم انصرف عن المكان. فقال له بنو عمّه: ما شأنك يا محمد؟ فقال ﷺ: «لقد نُهيتُ عن الوقوف عند هذا الصنم[16]

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ محمد ﷺ اپنے چچازاد بھائیوں کے ساتھ زمزم کے قریب موجود ایک بت کے پاس کھڑے ہوا کرتے تھے، جس کا نام اساف تھا۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ دیر کعبہ کی چھت کی طرف نظر اٹھائی، پھر وہاں سے واپس چلے گئے۔ آپ ﷺ کے چچازاد بھائیوں نے پوچھا: اے محمد! آپ کو کیا ہوا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے اس بت کے پاس کھڑے ہونے سے منع کر دیا گیا ہے۔

15: الأصبهاني أبو نعيم، دلائل النبوة، دار النفائس، بيروت، 1406ھ 1986، ص169

16: دلائل النبوة ص187 حوالہ سابقہ

ابن ہمامؒ نے بھی اجماع نقل کیا ہے:

اتفق جمهور المسلمين على ان الانبياء عليهم السلام معصومون عن الكفر قبل الوحى وبعده ولا يجوز الكفر عليهم فى حال صغرهم تبعا للوالدين لانهم مؤمنون بالله عارفون به حقيقته۔[17]

جمہور کے نزدیک انبیاءؑ وحی سے پہلے اور بعد میں کفر سے معصوم ہیں اور بچپن میں والدین کی اتباع میں ان کی طرف کفر کی نسبت جائز نہیں ہے کیونکہ وہ خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کی حقیقت کو جانتے ہیں۔

عبد القاہر الجرجانیؒ نے شرح مواقف میں اس پر اجماع نقل کیا ہے فرماتے ہیں:

وأما الكفر، فقد انعقد إجماع الأمة على تنزّه الأنبياء عنه وصيانتهم منه قبل النبوة وبعدها، ولم يُعرف عن أحد من أهل العلم خلافٌ فى ذلك۔[18]

رہی **کفر سے عصمت**، تو اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام نبوت سے پہلے بھی اور نبوت کے بعد بھی کفر سے پاک اور محفوظ رہے ہیں، اور اہلِ علم میں سے کسی نے بھی اس بارے میں اختلاف نہیں کیا۔

قاضی عیاضؒ الشفاء میں رقمطراز ہیں:

ولم يَرِد فى شىءٍ من كتب الأخبار أن أحدًا ممن عُرف بالكفر أو الشرك قبل النبوة قد اصطفاه الله تعالى واختاره للنبوة[19]

اور کتبِ تاریخ وروایات میں یہ بات منقول نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی ایسے شخص کو نبوت کے لیے منتخب اور برگزیدہ فرمایا ہو جو نبوت سے پہلے کفر یا شرک کے لیے معروف رہا ہو۔

- **اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو صرف شرک ہی سے محفوظ نہیں رکھا، بلکہ زمانۂ جاہلیت کی تمام برائیوں اور ناپسندیدہ اعمال سے بھی آپ ﷺ کو پاک اور محفوظ رکھا۔**

روى جابر بن عبد الله رضى الله عنهما أن رسول الله ﷺ كان يشارك قومه فى نقل الحجارة لبناء الكعبة، وكان قد اتخذ إزاره على جسده. فقال له عمه العباس رضى الله عنه: يا ابن أخى، لو نزعت إزارك وجعلته

17 : کتاب المسامرۃ فی شرح المسایرۃ فی علم الکلام ص80 حوالہ سابقہ

18 : الجرجانی سید شریف علی بن محمد، شرح المواقف، دار الکتب العلمیہ بیروت 8/288

19 : الیحصبی امام قاضی عیاض بن موسی مالکی الشفاء بتعریف حقوق المصطفی ﷺ، جائزہ دبئی الدولۃ للقرآن الکریم، 1434ھ 2013 ص623

على عاتقك لكان أيسر لك في حمل الحجارة. فاستجاب النبي ﷺ لذلك، فنزع إزاره ووضعه على عاتقه، فما إن فعل ذلك حتى سقط مغشيًّا عليه، ولم يُرَ بعد ذلك عريانًا.[20]

حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ ** رسول اللہ ﷺ قریش کے لوگوں کے ساتھ کعبہ کی تعمیر کے لیے پتھر اٹھا کر لایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے تہبند باندھ رکھا تھا۔ آپ ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ نے فرمایا: اے میرے بھتیجے! اگر آپ اپنا تہبند اتار کر اسے اپنے کندھے پر رکھ لیں تو پتھر اٹھانے میں آسانی ہو گی۔

چنانچہ آپ ﷺ نے اپنا تہبند کھولا اور اسے اپنے کندھے پر رکھ لیا، لیکن ایسا کرتے ہی آپ ﷺ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ اس واقعے کے بعد آپ ﷺ کو کبھی برہنہ حالت میں نہیں دیکھا گیا۔

- **آپ ﷺ کا تمام صغائر و کبائر سے معصوم ہونا:**

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ما ضل صاحبكم وما غوى﴾[21] تمہارے یہ رفیق نہ راستے سے بھٹکے ہیں اور نہ گمراہ ہوئے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ ہر قسم کی گمراہی، باطل اور فریب سے محفوظ رہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی حفاظت اور عنایت کا مظہر تھا کہ اس نے نزولِ وحی سے قبل بھی آپ ﷺ کو جاہلیت کی آلودگیوں اور برائیوں سے محفوظ رکھا۔ آپ ﷺ کی پاکیزہ سیرت ہر اس امر سے منزہ تھی جو آپ ﷺ کے مقام و مرتبے کو گھٹاتا یا آپ ﷺ کی شخصیت کی عظمت کو مجروح کرتا۔ اس حقیقت کی تائید سیرت و حدیث کے متعدد شواہد سے ہوتی ہے۔

امام ابو حنیفہ الفقہ الاکبر میں رقمطراز ہیں:

الأنبياء عليهم الصلاة والسلام معصومون من الكفر، ومن الكبائر والصغائر، ومن كل ما يُنافي مقام النبوة من الأقوال والأفعال[22]

انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کفر، کبیرہ و صغیرہ گناہوں اور ہر اس قول و فعل سے محفوظ و معصوم ہوتے ہیں جو مقامِ نبوت کے شایانِ شان نہ ہو۔

قاضی عیاضؒ اجماع ذکر فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں:

---

20 : البخاری أبو عبد اللہ محمد بن إسماعیل صحیح البخاری کتاب الصلاۃ: باب کراہیۃ التعری فی الصلاۃ وغیرھا (دار ابن کثیر، دار الیمامۃ)-دمشق 1414ھ 1993-1/143 ح357

21 : القرآن 2/53

22 : ابو حنیفہ، نعمان بن ثابت الفقہ الأکبر، مکتبۃ الفرقان-الإمارات العربیۃ، 1419ھ 1999 ص38

انعقد إجماع المسلمين على عصمة الأنبياء عليهم السلام من الفواحش والكبائر التى تُفضى إلى الهلاك[23]

یہ امر متفق علیہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام بے حیائی اور فواحش سے پاک اور ان بڑے گناہوں سے محفوظ ہوتے ہیں جو انسان کو ہلاکت میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

سید جرجانی ذکر فرماتے ہیں:

واما غير الكفر فاما كبائر او صغائر وكل منهما اما ان يصدر عمداًواما ان يصدر سهوا فالاقسام اربعة وكل منها اماقبل البعثة اوبعدها اما الكبائر اى صدورها عنهم عمداً فمنعه الجمهور من المحققين والائمةولم يخالف فيه الا الحشوية [24]

جہاں تک کفر کے علاوہ دوسری چیزوں کا تعلق ہے تو وہ یا تو کبیرہ یا صغیرہ گناہ ہیں اور ان میں سے ہر ایک یا تو جان بوجھ کر ہوا ہے یا غلطی سے سرزد ہوا ہے۔ یہ کل چار صورتیں ہو گئیں، اور ان میں سے ہر ایک یا تو بعثت سے پہلے ہے یا اس کے بعد، بہر حال کبائر کا جہاں تک تعلق ہے تو جمہور محققین اور ائمہ میں سے سب اس بات کو منع کرتے ہیں کہ انبیاء سے عمداً کسی بھی کبیرہ گناہ سرزد نہیں ہوا سوائے (ایک فرقہ) جو کو حشویہ کہا جاتا ہے۔

- **آپ ﷺ سے کسی خطاء یا سہو یا نسیان کا ارتکاب ممکن ہے یا نہیں؟**

تمہید کے طور پر پہلے ان اصطلاحات کی تعریف ضروری ہے۔

خطاء: هو ما ليس للإنسان فيه قصد۔[25] یہ وہ ہے جو کسی شخص کو کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

خطاء کی تعریف اصولیین کے نزدیک اور فقہاء کے نزدیک مختلف ہے۔

اصولیین کے نزدیک:

قال صاحب التلويح: هو ما يصدر عن الإنسان من فعلٍ من غير قصدٍ منه إليه، أثناء مباشرته لأمرٍ آخر يقصده۔[26]

وہ ایسا فعل ہے جو انسان سے کسی دوسرے مقصود کام کو انجام دیتے ہوئے، اس فعل کے ارادے کے بغیر سرزد ہو جائے۔

---

23 : الشفاء بتعریف حقوق المصطفی ﷺ ص 667 حوالہ سابقہ

24 : شرح المواقف 8/289 حوالہ سابقہ

25 : التعریفات 99 حوالہ سابقہ

26 : التفتازانی، سعد الدین مسعود بن عمر بن عبد اللہ، شرح التلویح علی التوضیح، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، 1416ھ 1996م، 2/195.

فقہاء کے نزدیک:

هو الفعل الذى يقع من الإنسان من غير قصدٍ منه، ويُعدّ عذرًا معتبرًا فى سقوط بعض حقوق الله تعالى إذا نشأ عن اجتهاد، كما يكون شبهةً فى العقوبة، فلا يأثم المخطئ ولا يُؤاخذ بحدٍّ أو قصاص. أما فى حقوق العباد فلا يكون الخطأ عذرًا مسقطًا للضمان، بل يثبت به التعويض، وتجب الدية عند تحقق موجِبها؛ كمن قصد إصابة صيدٍ أو حربيٍّ فظهر أنه مسلم، أو قصد هدفًا فأصاب إنسانًا، ونحو ذلك، كالنائم إذا انقلب على شخصٍ فمات بسببه[27]

اس سے مراد وہ فعل ہے جو انسان سے بغیر ارادے اور قصد کے سرزد ہو جائے۔ اگر یہ کسی اجتہاد کی بنیاد پر پیش آئے تو اللہ تعالیٰ کے بعض حقوق کے معاملے میں اسے قابلِ قبول عذر سمجھا جاتا ہے، اور سزا کے اعتبار سے بھی یہ ایک شبہ کی حیثیت رکھتا ہے؛ چنانچہ خطا کرنے والا گناہ گار نہیں ہوتا اور نہ اس پر حد یا قصاص نافذ کیا جاتا ہے۔

البتہ حقوق العباد کے معاملے میں محض خطا کو عذرِ مسقط قرار نہیں دیا جاتا، بلکہ اس کی وجہ سے ضمان لازم آتا ہے اور بعض صورتوں میں دیت بھی واجب ہوتی ہے۔ مثلاً کسی شخص نے یہ سمجھ کر تیر چلایا کہ سامنے شکار یا حربی شخص ہے، لیکن وہ مسلمان نکلا، یا اس نے کسی ہدف کو نشانہ بنایا مگر تیر کسی انسان کو جا لگا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص سو رہا ہو اور بے خبری میں کروٹ بدلتے ہوئے کسی دوسرے شخص پر گر جائے اور اس کی موت واقع ہو جائے، تو یہ بھی اسی نوعیت کی مثال ہے۔

جہل: هو اعتقاد الشيء على غير حقيقته[28] کسی چیز کو اس کی حقیقت کے برخلاف سمجھنا یا اس کے بارے میں غلط اعتقاد رکھنا۔

علامہ سبکیؒ رقمطراز ہیں:

والجهل هو انتفاء العلم بالشيء على وجهه الصحيح، وقيل: هو إدراك الشيء على غير حقيقته[29]

جہالت سے مراد کسی چیز کے بارے میں درست طور پر علم کا نہ ہونا ہے، اور کہا گیا ہے کہ جہالت کسی چیز کو اس کی حقیقت کے برخلاف سمجھنے کا نام ہے۔

سہو: السهو الذهول عن المعلوم[30] سہو کہتے ہیں کہ جو بات معلوم ہے اس سے بے خبر ہو جانا۔

27: التعریفات 99 حوالہ سابقہ

28: التعریفات 80 حوالہ سابقہ

29: المالکی حسن بن عمر بن عبد اللہ السیناونی الأصل الجامع لإیضاح الدرر المنظومۃ فی سلک جمع الجوامع مطبعۃ النہضۃ، تونس 1928، 1/24

30: حوالہ سابقہ 1/24

نسیان: ترکُ الإنسانِ حفظَ ما استُودِعَ فی قلبه، إمّا لضعفِ قلبه، أو لغفلةٍ منه، أو عن قصدٍ، حتی یزولَ ذکرُه من القلب.[31]

انسان کے دل میں محفوظ کی گئی چیز کو یاد نہ رکھنا، خواہ یہ دل کی کمزوری کے باعث ہو، یا غفلت کی وجہ سے، یا جان بوجھ کر، یہاں تک کہ وہ چیز دل سے محو ہو جائے۔

نسیان اور سہو میں فرق:

والفرق بین النسیان والسهو أن النسیان إنما یکون عما کان موجودًا أو معلومًا، فیقال: نسیتُ ما عرفته، ولا یقال: سهوتُ عما عرفته. وإنما یقال: سهوتُ عن السجود فی الصلاة. فیکون السهو عن أمرٍ لم یقع أو لم یُؤدَّ. ویتعاقب السهو والمسهوُّ عنه. ومن الفروق أیضًا أن الإنسان إنما ینسی ما کان ذاکراً له، أما السهو فیکون عن ذکرٍ وعن غیر ذکر؛ لأنه خفاءُ المعنی بما یمنع من إدراکه. ومن الفرق کذلك أن الشیء الواحد لا یُتصور أن یُسهی عنه فی وقتٍ ثم لا یُسهی عنه فی وقتٍ آخر، وإنما یُسهی فی وقتٍ عن مثله، بینما یجوز أن یُنسی الشیء الواحد فی وقتٍ ثم یُذکر فی وقتٍ آخر[32]

نسیان اور سہو کے درمیان یہ فرق ہے کہ نسیان کسی ایسی چیز کے بارے میں ہوتا ہے جو پہلے سے موجود یا معلوم ہو۔ چنانچہ کہا جاتا ہے: میں وہ چیز بھول گیا جسے میں جانتا تھا، لیکن یہ نہیں کہا جاتا کہ میں اس چیز سے سہو کر گیا جسے میں جانتا تھا۔ البتہ کہا جاتا ہے: میں نماز میں سجدہ کرنا بھول گیا، یعنی سہو ایسی چیز کے بارے میں ہوتا ہے جو ابھی واقع نہیں ہوئی یا ادا نہیں کی گئی۔

اسی طرح سہو اور جس چیز سے سہو ہوا ہو، دونوں ایک دوسرے کے متبادل طور پر آتے ہیں۔ ایک اور فرق یہ ہے کہ انسان اسی چیز کو بھولتا ہے جسے وہ پہلے یاد رکھتا تھا، جبکہ سہو کسی یاد رکھی ہوئی یا غیر یاد رکھی ہوئی چیز، دونوں کے بارے میں ہو سکتا ہے؛ کیونکہ سہو سے مراد کسی معنی کا اس طرح مخفی ہو جانا ہے کہ اس کا ادراک ممکن نہ رہے۔

ایک اور فرق یہ ہے کہ ایک ہی چیز کے بارے میں یہ تصور نہیں کیا جا سکتا کہ ایک وقت میں اس سے سہو ہو اور دوسرے وقت میں اس سے سہو نہ ہو، بلکہ دوسرے وقت میں اس جیسی کسی دوسری چیز سے سہو ہو سکتا ہے۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ ایک ہی چیز کو انسان ایک وقت میں بھول جائے اور دوسرے وقت میں اسے دوبارہ یاد کر لے۔

ایک اور فرق یہ ہے کہ انسان صرف اسی چیز کو بھولتا ہے جسے وہ پہلے یاد رکھتا تھا، جبکہ سَہو، یاد ہونے یا نہ ہونے دونوں حالتوں میں ہو سکتا ہے، کیونکہ یہ ایک ایسی کیفیت ہے جس میں معنی اس طرح مخفی ہو جاتے ہیں کہ اس کا ادراک ممکن نہیں رہتا۔

31: المفردات فی غریب القرآن 803 حوالہ سابقہ

32: العسکری أبو ہلال الحسن بن عبد اللہ بن سهل بن سعید بن یحیی بن مهران، الفروق اللغویة، دار العلم والثقافة للنشر والتوزیع، القاہرة – مصر ص 97

ایک اور فرق یہ ہے کہ کسی ایک چیز کو ایک وقت میں سہو کا شکار ہونا اور دوسرے وقت میں نہ ہونا محال (ناممکن) ہے۔ہاں، ممکن ہے کہ کسی مشابہ چیز کے بارے میں دوسرے وقت میں سَہو ہو جائے۔جبکہ کسی ایک چیز کو ایک وقت میں بھلا دینا اور دوسرے وقت میں یاد کر لینا ممکن ہے۔

اس عبارت سے مندرجہ ذیل امور کی وضاحت ہوتی ہے۔

نسیان :جو چیز پہلے سے یاد ہو، اسے بھلا دینا

سَہو :ایسی چیز جس کا ہونا ضروری تھا، مگر رہ گئی یا ہوئی ہی نہیں۔نسیان کا تعلق صرف یاد کردہ چیزوں سے ہے۔جبکہ سَہو یاد اور غیر یاد دونوں چیزوں سے متعلق ہو سکتا ہے۔ایک چیز کو بھولنا وقتی ہو سکتا ہے، لیکن سَہو ایک جیسے وقت میں دو طرح نہیں ہو سکتا۔

ان تمام اصطلاحات کے بعد یہ جاننا ضروری ہے کہ اجماع سے یہ بات ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ معصوم عن الخطاء ہیں ان سے کسی قسم کا کوئی گناہ چاہے صغیرہ ہو یا کبیرہ قبل البعثت ہو یا بعد البعثت ہو اس کا صدور ممکن نہیں کیونکہ وہ معصوم ہیں لیکن جہاں تک سہو اور نسیان کی بات ہے تو کیا آپ ﷺ سے کسی قسم کا سہو ممکن ہے یا نہیں اس بارے میں امت کے فقہاء اور اصولیین اور حکماء کا موقف درج ذیل ہے۔

- **آپ ﷺ سے سہو کے صدور کے بارے میں فقہاء کرام کا مؤقف۔**

سہو کے صدور کے متعلق دو باتیں بہت اہم ہیں: ایک یہ کہ عبادات میں سہو ہونا، دوسرا تبلیغ و احکامات اور وظائف شرعیہ کے بارے میں سہو۔اس بارے میں قاضی عیاضؒ رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کو دو بنیادی ادوار میں تقسیم کرتے ہیں۔

وأما ما يقع من غير قصدٍ ولا تعمُّد، كالسهو والنسيان في الوظائف الشرعية، مما قرَّر الشرعُ عدمَ تعلُّق الخطاب به، ورفعَ المؤاخذةَ عليه، فإن أحوالَ الأنبياء في ذلك واحدةٌ؛ إذ لا يُعدُّ ذلك معصيةً في حقهم، سواءٌ في ذلك ما يتعلَّق بأمهم وما يختصُّ بأنفسهم. وينقسم هذا إلى نوعين: أحدهما ما يتعلَّق بالتبليغ، وتقرير الشرع، وبيان الأحكام، وتعليم الأمة بالفعل، وأمرهم بالاقتداء به؛ والثاني ما هو خارجٌ عن ذلك، مما يختصُّ بالنبي ﷺ دون أمته[33]

رہا وہ معاملہ جو بغیر قصد اور ارادے کے واقع ہو، جیسے شرعی امور میں سہو اور نسیان، جن کے بارے میں شریعت نے یہ طے کیا ہے کہ ان پر شرعی مؤاخذہ نہیں ہو گا اور ان سے خطاب متعلق نہیں ہو گا، تو اس معاملے میں انبیائے کرامؑ کے احوال یکساں ہیں؛ کیونکہ ایسی صورت کو ان کے حق میں گناہ شمار نہیں کیا جاتا، خواہ اس کا تعلق ان کی امتوں سے ہو یا ان کی اپنی ذات سے۔

یہ معاملہ دو قسموں پر مشتمل ہے:

33 :الشفاء بتعریف حقوق المصطفی ﷺ، 675 حوالہ سابقہ

پہلی قسم وہ ہے جس کا تعلق تبلیغِ دین، شریعت کے احکام کی توضیح و تقرری، احکامِ شرعیہ کی وضاحت، امت کو عملی طور پر تعلیم دینے اور انہیں نبی کے عمل کی پیروی کا حکم دینے سے ہو۔

دوسری قسم وہ ہے جو ان امور سے خارج ہو اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص ہو، یعنی ایسے معاملات جن کا تعلق صرف آپ ﷺ کی ذاتِ مبارکہ سے ہو اور امت اس میں آپ کی اتباع کی پابند نہ ہو۔

- **آپ ﷺ کا احکامات کی تبلیغ و تعلیم اور امور شرعیہ میں نسیان و سہو سے معصوم ہونا:**

1. ﴿ولو تقول علينا بعض الأقاويل. لأخذنا منه باليمين. ثم لقطعنا منه الوتين. فما منكم من أحد عنه حاجزين﴾[34]

اگر بالفرض یہ رسول ہماری طرف کوئی ایسی بات منسوب کرتے جو ہم نے نہیں فرمائی تھی، تو ہم انہیں سخت گرفت میں لیتے، پھر ان کی رگِ گردن کاٹ دیتے، اور تم میں سے کوئی بھی ایسا نہ ہوتا جو انہیں ہماری گرفت سے بچا سکتا۔

ابن کثیرؒ اس ان آیات کی تشریح میں رقمطراز ہیں

والمقصود أنّه ﷺ صادقٌ في أقواله، بارٌّ في أفعاله، راشدٌ في أمره، وأنّ الله تعالى اصطفاه لتبليغ رسالته، وأجرى على يديه المعجزات الظاهرة، وأقام على صدقه البراهين الساطعة والحجج القاطعة.[35]

اس کا مفہوم یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے اقوال میں سچے، اپنے اعمال میں نیک اور اپنے تمام معاملات میں ہدایت یافتہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنی رسالت پہنچانے کے لیے منتخب فرمایا اور آپ ﷺ کے ہاتھ پر ظاہر و نمایاں معجزات جاری فرمائے، نیز آپ ﷺ کی صداقت پر روشن براہین اور قطعی حجتیں قائم فرمائیں۔

2. ﴿وما ينطق عن الهوى. إن هو إلا وحي يوحى﴾[36] وہ اپنی طرف سے نہیں بولتے۔ یہ تو صرف وحی نازل ہوئی ہے۔

امام قرطبی اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں

أي إنّ كلامه ﷺ ليس صادرًا عن رأيٍ شخصيٍّ أو اجتهادٍ من عند نفسه، وإنما هو وحيٌ من الله تعالى يُبلِّغه إلى الناس[37]

---

34 :القرآن 69/44تا47

35 :ابن کثیر أبو الفداء إسماعیل بن عمر تفسیر القرآن العظیم دار طیبۃ للنشر والتوزیع، الریاض–السعودیۃ 1420ھ 1999، 8/218

36 :القرآن 53/3تا4

37 :الجامع لأحکام القرآن تفسیر قرطبی 17/85 حوالہ سابقہ

یعنی آپ ﷺ کی گفتگو ذاتی رائے یا اپنی طرف سے اجتہاد پر مبنی نہیں، بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوتی ہے جسے آپ ﷺ لوگوں تک پہنچاتے ہیں

3. ﴿وإن كادوا ليفتنونك عن الذى أوحينا إليك لتفترى علينا غيره وإذا لاتخذوك خليلا ولولا أن ثبتناك لقد كدت تركن إليهم شيئا قليلا إذا لأذقناك ضعف الحياة وضعف الممات ثم لا تجد لك علينا نصيرا﴾[38]

اے نبی ﷺ! جو وحی ہم نے آپ کی طرف نازل فرمائی ہے، کفار نے کوشش کی کہ آپ کو اس سے ہٹا کر ہماری طرف کوئی دوسری بات منسوب کرنے پر آمادہ کر دیں، تاکہ وہ آپ کو اپنا مخلص دوست بنالیں۔ اور اگر ہم نے آپ کو ثابت قدم نہ رکھا ہوتا تو ممکن تھا کہ آپ بھی ان کی طرف کسی قدر مائل ہو جاتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنی حفاظت اور ثابت قدمی سے نوازا۔ اگر بالفرض ایسا ہو جاتا تو ہم آپ کو دنیا میں بھی دوگنا عذاب دیتے اور آخرت میں بھی دوگنا سزا دیتے، پھر آپ ہمارے مقابلے میں کوئی مددگار نہ پاتے۔

قاضی عیاضؒ ذکر فرماتے ہیں:

ومِن وجوه فضل الله تعالى على رسوله ﷺ أن حفظه من كيد الكافرين، وثبَّته أمام محاولاتهم لفتنته وصرفه عن الحق، فصانه سبحانه وتعالى عن الميل إليهم، وحماه من الوقوع فيما أرادوه منه، وهذا يدل على تنزيهه ﷺ وثبوت عصمته، وهو ما يُفهم من دلالة الآية الكريمة[39]

اللہ تعالیٰ کے اپنے رسول ﷺ پر بے شمار احسانات میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے آپ ﷺ کو کفار کی سازشوں سے محفوظ رکھا اور ان کی ان کوششوں کے مقابلے میں ثابت قدم رکھا جن کے ذریعے وہ آپ ﷺ کو فتنے میں مبتلا کر کے حق سے پھیرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان کی طرف میلان سے محفوظ رکھا اور ان کے ارادوں کے مطابق کسی معاملے میں مبتلا ہونے سے بچایا۔ یہ آپ ﷺ کی پاکیزگی اور عصمت پر دلالت کرتا ہے، اور یہی اس آیتِ کریمہ سے مستفاد ہوتا ہے۔

امام رازی اجماع نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

وأجمع العلماء على أنَّه لا يجوز في حقِّ الأنبياء عليهم الصلاة والسلام أن يقع منهم تحريفٌ أو خيانةٌ فيما يتعلَّق بتبليغ الشرائع، سواءٌ كان ذلك عن عمدٍ أو عن سهوٍ؛ لأنَّ جواز ذلك عليهم يُفضي إلى سقوط الثقة بما بلَّغوه من أحكام الدين، ولا يبقى حينئذٍ اعتمادٌ على شيءٍ من الشرائع[40]

38: القرآن 17/73-75

39: الشفاء بتعریف حقوق المصطفی ﷺ، 2/129 حوالہ سابقہ

علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے لیے شریعت کے احکام پہنچانے کے معاملے میں کسی قسم کی تحریف یا خیانت کا صدور جائز نہیں، خواہ وہ جان بوجھ کر ہو یا بھول چوک سے۔ کیونکہ اگر اس معاملے میں ان سے ایسی کوئی چیز صادر ہونا جائز مانا جائے تو ان کے ذریعے پہنچائے گئے دینی احکام پر اعتماد باقی نہیں رہے گا، اور پھر شریعت کے کسی بھی حکم پر بھروسا نہیں کیا جا سکے گا۔

علامہ اسماعیل شربینی امت کا اجماع نقل کرتے ہیں:

وقد اتفقت الأمم وأهل الشرائع على عصمة الأنبياء عليهم الصلاة والسلام من كل ما يقدح في أمانتهم في تبليغ الرسالة، فلا يجوز في حقهم التحريف ولا الكذب، قلَّ ذلك أو كثر، وقع عمدًا أو سهوًا؛ لأن مثل هذه الأمور مما يتنافى مع مقام النبوة ويُنافي الثقة بما جاءوا به من شرائع وأحكام. ولو جاز عليهم الخطأ أو الكذب في التبليغ، لما أمكن التمييز بين الحق والباطل، ولما بقي اعتماد على شيء من الشرائع. كما أن القول بجواز الكذب عليهم في التبليغ يؤدي إلى إبطال المعجزات الدالة على صدقهم؛ إذ إن المعجزة دليل قاطع على صدق الأنبياء، وإبطال دلالتها أمر مستحيل، ولذلك فإن الكذب في تبليغ الرسالة وانتفاء العصمة فيه أمرٌ محال[41]

تمام اہلِ مذاہب اور پیروانِ شرائع کا اس بات پر اتفاق ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام ہر اس امر سے محفوظ اور معصوم ہیں جو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے میں ان کی امانت و صداقت کو متاثر کرے۔ لہٰذا ان کے لیے پیغامِ الٰہی میں کسی قسم کی تحریف یا جھوٹ کا ارتکاب جائز نہیں، خواہ وہ کم ہو یا زیادہ، جان بوجھ کر ہو یا بھول چوک سے۔ کیونکہ یہ تمام امور منصبِ نبوت کے شایانِ شان نہیں اور اس سے نبوت کے ذریعے پہنچائے گئے احکام پر اعتماد ختم ہو جاتا ہے۔

اگر یہ جائز مان لیا جائے کہ انبیاء علیہم السلام تبلیغِ دین میں غلط بیانی یا افترا کر سکتے ہیں تو حق و باطل میں امتیاز ممکن نہ رہے گا اور شریعت کے کسی حکم پر اعتماد باقی نہیں رہے گا۔ مزید برآں، اگر انبیاء علیہم السلام کے لیے تبلیغِ رسالت میں جھوٹ بولنا عقلاً جائز ہوتا تو ان کی صداقت پر دلالت کرنے والے قطعی معجزات کی حجیت بھی باطل ہو جاتی، حالانکہ معجزے کی دلالت کو باطل ماننا محال ہے۔ لہٰذا انبیائے کرام علیہم السلام کا تبلیغِ رسالت میں جھوٹ سے محفوظ ہونا اور اس معاملے میں ان کی عصمت کا ثابت ہونا بھی قطعی طور پر لازم ہے۔

نسیم الریاض میں علامہ خفاجی رقمطراز ہیں:

40 : الرازی فخر الدین عصمۃ الانبیاء، دار الھدی الجزائر 2006 ص 8

41 : رد شبہات حول عصمۃ النبی ﷺ فی ضوء السنۃ النبویۃ الشریفۃ ص 420 حوالہ سابقہ

واما القاضی العیاض فانه نقل الاجماع علی عدم جواز السهو والنسیان فی الاقوال البلاغیة وخص الخلاف بالافعال۔[42]

جہاں تک قاضی عیاض کا تعلق ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے تبلیغی اقوال میں سہو اور نسیان کے عدم جواز کا قول نقل کیا ہے اور صرف افعال میں اختلاف ذکر کیا ہے۔

- **آپ ﷺ سے کسی افعال میں سہو ہونے کے بارے میں علماء کا موقف:**

رسول اللہ ﷺ سے احکامات، تبلیغ دین تعلیم و تربیت اور امور شرعیہ میں کسی قسم کا نسیان اور سہو کی کوئی گنجائش نہیں۔ آپ ﷺ ان تمام امور میں نسیان اور سہو سے معصوم ہیں۔ لیکن جہاں تک آپ ﷺ کے ذاتی اعمال کی بات ہے تو اس بارے میں سہو کی گنجائش کے بارے میں امت کا کیا موقف رہا۔ اس بارے میں بھی علماء امت کے دو موقف ہیں: بعض اہلِ علم کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے افعال میں بھی کسی قسم کی مخالفت یا خطا کا امکان نہیں، بلکہ آپ ﷺ کے تمام افعال اس اعتبار سے محفوظ اور قابلِ اتباع ہیں۔ ان حضرات کے اس موقف کو قاضی عیاض نے ذکر فرمایا ہے:

وأما أقوال النبی ﷺ فقد دلّت المعجزات والبراهین الظاهرة علی صدقه، وأجمعت الأمة علی عصمته فیما یبلّغه عن الله تعالی، فلا یجوز أن یُخبر عن أمرٍ علی خلاف حقیقته، سواء أكان ذلك عن قصدٍ وعمد، أم عن سهوٍ وخطأ. أما تعمُّد الكذب فی التبلیغ فباطلٌ قطعًا؛ لأن المعجزة بمنزلة التصدیق الإلهی لنبیه ﷺ فیما یبلّغه، فهی دلیلٌ قاطع علی صدقه. وقد انعقد إجماع أهل الملة علی ذلك. وكذلك لا یجوز أن یقع منه ﷺ فی مقام التبلیغ خطأٌ أو سهوٌ یؤدی إلی مخالفة الحق، لما یترتب علی ذلك من اختلال الثقة بالرسالة[43]

رہی نبی کریم ﷺ کے اقوال کی بات، تو معجزات اور واضح دلائل آپ ﷺ کی صداقت پر دلالت کرتے ہیں۔ امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام پہنچانے کے معاملے میں آپ ﷺ معصوم ہیں۔ لہٰذا آپ ﷺ کے لیے کسی معاملے کو اس کی حقیقی صورت کے برخلاف بیان کرنا جائز نہیں، خواہ یہ جان بوجھ کر اور ارادے سے ہو یا بھول اور غلطی سے۔

رہی تبلیغِ دین میں دانستہ جھوٹ بولنے کی بات، تو یہ قطعی طور پر باطل ہے؛ کیونکہ معجزہ گویا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے نبی ﷺ کی تصدیق ہے اور آپ ﷺ کی صداقت پر قطعی دلیل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اہلِ ملت کا بھی اس امر پر اجماع ہے۔ اسی طرح تبلیغِ رسالت کے مقام پر آپ ﷺ سے ایسی غلطی یا سہو کا صادر ہونا بھی جائز نہیں جو حق کے خلاف ہو، کیونکہ اس سے پیغامِ رسالت پر اعتماد میں خلل واقع ہوگا۔

---

42 : الخفاجی العلامۃ أحمد شهاب الدین، نسیم الریاض فی شرح شفا القاضی عیاض دار الکتب العربیۃ 4/117

43 : الشفاء بتعریف حقوق المصطفی ﷺ، 2/123 حوالہ سابقہ

آپ ﷺ سے سہو کے وقوع پر بحث کرنے سے پہلے یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ آیا سہو کا صدور عصمتِ انبیاء کے منافی ہے یا نہیں، اور کیا نبی کریم ﷺ سے سہو کا واقع ہونا آپ ﷺ کی عصمت یا مقامِ نبوت پر کسی قسم کا اعتراض یا اثر ڈالتا ہے یا نہیں۔

سہو عصمت کے منافی نہیں: سہو اور نسیان عصمت النبی کے خلاف نہیں ہے بلکہ بشریت کا تقاضہ ہے جس کی تفصیل امام نوویؒ ذکر فرماتے ہیں:

فإنَّ السهو لا يُنافي مقام النبوة ولا يقدح في عصمة الأنبياء عليهم الصلاة والسلام، ما دام لا يُقرُّ عليه، بل قد تترتب عليه فائدةٌ شرعية؛ إذ يظهر من خلاله حكمُ السهو والنسيان، وتُبيَّن به أحكامُ من وقع منه النسيان، كما يكون سببًا في تقرير بعض الأحكام الشرعية وبيانها للأمة.[44]

بے شک سہو (بھول چوک) **مقامِ نبوت کے منافی نہیں اور نہ ہی انبیائے کرام علیہم السلام کی عصمت میں کوئی قدح پیدا کرتا ہے**، بشرطیکہ اس سہو پر انہیں برقرار نہ رکھا جائے۔ بلکہ اس میں بعض شرعی فوائد بھی مضمر ہوتے ہیں؛ کیونکہ اس کے ذریعے سہو اور نسیان سے متعلق احکام واضح ہوتے ہیں، اور ان لوگوں کے احکام بھی بیان ہو جاتے ہیں جن سے بھول چوک واقع ہو جائے۔ اسی طرح سہو بعض شرعی احکام کے اثبات اور امت کے لیے ان کی وضاحت کا ذریعہ بھی بن جاتا ہے۔

آپ ﷺ سے سہو کے صدور کے وقوع کے بارے میں امت میں دو طرح کے موقف رہیں ہیں ایک اس کے جواز کے قائل ہیں جبکہ دوسرا طبقہ اس کے جواز کا قائل نہیں ہے۔

جمہور کا مسلک:

وذهب جمهور الفقهاء والمتكلمين إلى جواز وقوع السهو من النبي ﷺ في بعض الأفعال المتعلقة بالتبليغ والأحكام الشرعية، إذا كان ذلك بغير قصدٍ منه، كما دلت عليه أحاديث السهو في الصلاة. وميَّزوا بين السهو في الأفعال والسهو في الأقوال المتعلقة بالتبليغ؛ لأن المعجزة القائمة على صدق النبي ﷺ في أقواله تمنع أن يقع في خبره ما يخالف الحق، إذ إن ذلك يتنافى مع دلالة المعجزة. أما السهو في الأفعال فلا يتعارض مع صدقه ولا يقدح في مقام النبوة، بل إن وقوع بعض الهفوات أو الغفلات البشرية لا ينافي عصمته ﷺ ولا كمال مقامه النبوي[45]

جمہور فقہاء اور متکلمین کی رائے یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ سے تبلیغ اور شرعی احکام سے متعلق بعض افعال میں بلا قصد سہو کا واقع ہونا جائز ہے، جیسا کہ نماز میں سہو سے متعلق احادیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

---

44 : النووی أبوزکریا محیی الدین یحیی بن شرف، المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، باب السہو فی الصلاۃ والسجود لہ، دار إحیاء التراث العربی-بیروت، 1396ھ، 5/61

45 : الشفاء بتعریف حقوق المصطفی ﷺ، 2/150 حوالہ سابقہ

انہوں نے تبلیغ سے متعلق اقوال میں سہو اور افعال میں سہو کے درمیان فرق کیا ہے؛ کیونکہ نبی کریم ﷺ کے اقوال کی صداقت پر معجزہ قطعی دلیل ہے، اس لیے آپ ﷺ کے کسی قول کا حقیقت کے خلاف ہونا معجزے کی دلالت کے منافی ہو گا۔ البتہ افعال میں سہو کا واقع ہونا آپ ﷺ کی صداقت کے منافی نہیں اور نہ ہی مقامِ نبوت میں کوئی قدح پیدا کرتا ہے۔ بلکہ بعض بشری لغزشوں یا غفلتوں کا واقع ہونا بھی آپ ﷺ کی عصمت اور مقامِ نبوت کے کمال کے منافی نہیں ہے۔

عبادت میں رسول اللہ ﷺ سہو کے متعلق کتب احادیث میں کئی روایات موجود ہیں جن احادیث کو دلیل کے طور پر ذکر کیا جاتا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے:

عن أبي هريرة قال: صلى بنا النبي ﷺ الظهر أو العصر فسلم، فقال له ذو اليدين: الصلاة يا رسول الله، أنقصت؟ فقال النبي ﷺ لأصحابه": أحق ما يقول؟" قالوا: نعم. فصلى ركعتين أخريين، ثم سجد سجدتين[46]

نبی کریم ﷺ نے ہمیں ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی، پھر (دو رکعت کے بعد) سلام پھیر دیا۔ تو "ذوالیدین" (صحابی) نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا نماز میں کمی ہو گئی ہے؟ نبی ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: "کیا یہ صحیح کہہ رہا ہے؟" صحابہ نے عرض کیا: جی ہاں۔ تب آپ ﷺ نے مزید دو رکعتیں ادا فرمائیں، پھر دو سجدے (سجدۂ سہو) کیے۔

یہاں ایک بات کی وضاحت ضروری ہے کہ اس روایت میں دوران نماز رسول اللہ ﷺ کا صحابہ سے کلام اور قبلہ سے پھر جانا اور اس کے بعد اسی طرح سے نماز کو مکمل کر لینا۔ امام مالکؒ، شافعیؒ اور احمد بن حنبلؒ کے نزدیک اگر سہواً کلام کیا جائے تو نماز ہو جائے گی۔ دلیل یہی حدیث ہے جبکہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک نماز فاسد ہو جائے گی۔

دوسری روایت:

عن عبد الله بن بحينة، أنه قال: صلى لنا رسول الله ﷺ ركعتين من بعض الصلوات، ثم قام فلم يجلس فقام الناس معه، فلما قضى صلاته - ونظرنا تسليمه كبر قبل التسليم، فسجد سجدتين وهو جالس، ثم سلم.[47]

عبد اللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کسی (چار رکعت) نماز کی دو رکعت پڑھانے کے بعد (قعدہ تشہد کے بغیر) کھڑے ہو گئے، پہلا قعدہ نہیں کیا۔ اس لیے لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ جب آپ ﷺ نماز

46: صحیح البخاری کتاب الصلاۃ: باب إذا سلم في ركعتين أو في ثلاث فسجد سجدتين مثل سجود الصلاة أو أطول، حدیث نمبر 1235، 2/206 حوالہ سابقہ

47: صحیح البخاری حدیث نمبر 1232، 2/205 حوالہ سابقہ

پوری کر چکے تو ہم سلام پھیرنے کا انتظار کرنے لگے۔ لیکن آپ ﷺ نے سلام سے پہلے بیٹھے بیٹھے اللہ اکبر کہا اور سلام ہی سے پہلے دو سجدے بیٹھے بیٹھے کیے پھر سلام پھیرا۔

تیسری روایت:

عن عبد الله، أن رسول اللهﷺ صلى الظهر خمسا،فقيل له:أزيد فى الصلاة؟ فقال":وما ذاك؟ "قال صليت خمسا!فسجد سجدتين بعدما سلم[48]

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے نمازِ ظہر پانچ رکعتیں ادا فرما دیں۔ نماز کے بعد ایک صحابی نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا نماز کی رکعتوں میں اضافہ کر دیا گیا ہے؟ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: "کیا بات ہے؟" انہوں نے عرض کیا: آپ ﷺ نے پانچ رکعتیں ادا فرمائی ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے سلام پھیرنے کے بعد دو سجدے کیے، یعنی سجدۂ سہو ادا فرمایا۔

آپ ﷺ سے سہو کے صدور کے بارے میں آئمہ کے اقوال:

ابن حجرؒ فتح الباری میں رقمطراز ہیں:

وأنَّ وقوع السهو والنسيان من الأنبياء عليهم الصلاة والسلام جائزٌ فيما يتعلّق بالأمور التشريعية، ما دام ذلك غير مقصودٍ ولا يُقَرُّ عليه.[49]

اور یہ کہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام سے تشریعی امور میں سہو اور نسیان کا واقع ہونا جائز ہے، بشرطیکہ وہ دانستہ نہ ہو اور انہیں اس پر برقرار نہ رکھا جائے۔

امام رازی رقمطراز ہیں:

وأمّا السهو والنسيان فهما جائزان فى حقِّ الأنبياء عليهم الصلاة والسلام، غيرَ أنّهم لا يُقَرّون عليهما،بل يُنبَّهون ويُعاتَبون على ما وقع منهم من سهوٍ أو نسيان[50]

رہی سہو اور نسیان کی بات، تو انبیائے کرام علیہم السلام کے حق میں ان کا واقع ہونا جائز ہے، تاہم انہیں اس پر برقرار نہیں رکھا جاتا، بلکہ جو سہو یا نسیان ان سے صادر ہو جائے، اس پر انہیں متنبہ کیا جاتا ہے اور عتاب فرمایا جاتا ہے۔

مانعین کا مسلک

وذهب فريقٌ من العلماء إلى نفي وقوع السهو من النبى ﷺ فى الأفعال المتعلِّقة بالتبليغ والعبادات، كما أجمعوا على استحالة السهو عليه ﷺ فى الأقوال المتعلِّقة بالتبليغ. وقد حملوا النصوص التى قد

48 : صحیح البخاری حدیث نمبر 1234، 2/205 حوالہ سابقہ

49 : العسقلانی أحمد بن علی بن حجر، فتح الباری بشرح البخاری، المکتبۃ السلفیۃ- مصر 1380ھ، 3/93

50 : عصمۃ الانبیاء الرازی ص 40

يُفهم منها وقوع السهو على معانٍ أخرى، وأوَّلوها بما يوافق أصول العصمة ومقام النبوة، وقد اختار هذا القولَ الأستاذ أبو إسحاق الإسفرائيني رحمه الله[51]

علماء کے ایک گروہ نے نبی کریم ﷺ سے تبلیغی امور اور عبادات سے متعلق افعال میں سہو کے واقع ہونے کی نفی کی ہے، جس طرح ان کا اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ تبلیغی اقوال میں آپ ﷺ سے سہو کا واقع ہونا محال ہے۔ انہوں نے ان نصوص کی، جن سے بظاہر آپ ﷺ سے سہو کا وقوع معلوم ہوتا ہے، دوسری معانی پر محمول کرتے ہوئے ایسی تاویل کی ہے جو اصولِ عصمت اور مقامِ نبوت کے مطابق ہو۔ اسی موقف کو استاذ ابو اسحاق اسفرائینی رحمہ اللہ نے بھی اختیار کیا ہے۔

قاضی عیاض رقمطراز ہیں؛

وكذلك ذهبوا إلى أنَّ الأفعال المتعلِّقة بهذا الباب لا يجوز أن يقع فيها ما يخالف الحق، لا عمدًا ولا سهوًا؛ لأنها في حكم الأقوال من حيث تعلُّقها بالتبليغ والأداء. وإنَّ جواز وقوع مثل هذه العوارض فيها قد يُفضي إلى الشك في صحة التبليغ ويفتح باب الطعن في الرسالة. ولذلك أوَّلوا أحاديث السهو الواردة بما ينسجم مع مقام النبوة وأصول العصمة، وحملوها على معانٍ لا تقتضي وقوع السهو في مقام التبليغ، وإلى هذا القول مال أبو إسحاق الإسفرائيني رحمه الله[52]

اسی طرح ان علماء کا موقف ہے کہ اس باب سے متعلق افعال میں بھی حق کے خلاف کسی امر کا واقع ہونا نہ جان بوجھ کر جائز ہے اور نہ ہی سہواً؛ کیونکہ تبلیغ اور ادائے رسالت کے اعتبار سے یہ افعال اقوال ہی کے حکم میں ہیں۔ ان کے نزدیک ایسے عوارض کا ان افعال میں واقع ہونا پیغامِ رسالت کی صحت کے بارے میں شکوک پیدا کر سکتا ہے اور طعن و اعتراض کا دروازہ کھول سکتا ہے۔ اسی بنا پر انہوں نے سہو سے متعلق وارد ہونے والی احادیث کی ایسی توجیہات اور تاویلات کی ہیں جو مقامِ نبوت اور اصولِ عصمت کے موافق ہیں، اور انہیں ایسے معانی پر محمول کیا ہے جن سے تبلیغ کے مقام میں سہو کا وقوع لازم نہ آئے۔ اسی موقف کی طرف ابو اسحاق اسفرائینی بھی مائل تھے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ جمہور کا مسلک زیادہ راجح ہے کیونکہ احادیث میں بالکل واضح ہے کہ آپ ﷺ سے مختلف مواقع پر نماز میں سہو ہوا لیکن یہ بات نبوت کی شان کے منافی نہیں ہے بلکہ اس میں حکمت پوشیدہ ہے کہ امت کے، لے سجدہ سہو کا طریقہ اور اس کا حکم واضح کرنا تھا۔

51 :المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج 5/61 حوالہ سابقہ

52 :الشفاء بتعریف حقوق المصطفی ﷺ، 2/150 حوالہ سابقہ

نتائج بحث:

1. تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے معصوم ہونے پر امت کا اجماع ہے۔
2. اہلِ سنت والجماعت اور امت کی اکثریت کا موقف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام، بالخصوص رسول اللہ ﷺ کو شرک، کفر اور تمام کبیرہ وصغیرہ گناہوں سے محفوظ فرمایا ہے۔
3. نبی کریم ﷺ بعثت سے قبل اور بعثت کے بعد ہر اس رذیل اور ناپسندیدہ وصف سے پاک رہے جو مقامِ نبوت کے منافی ہو۔
4. نبی کریم ﷺ سے سہو کا واقع ہونا ممکن ہے، اور یہی جمہور اہلِ علم کا موقف ہے۔
5. نبی کریم ﷺ کا سہو بنیادی طور پر افعال سے متعلق امور میں ممکن ہے؛ جبکہ اقوالِ تبلیغیہ، احکامِ شریعت اور امت کی دینی تعلیم و رہنمائی میں سہو کا وقوع جائز نہیں۔
6. نبی کریم ﷺ سے سہو کا صدور مقامِ نبوت یا عصمتِ انبیاء کے منافی نہیں، خصوصاً جب اس سہو پر آپ ﷺ کو برقرار نہ رکھا جائے۔
7. نبی کریم ﷺ سے واقع ہونے والے بعض سہو میں امت کی تعلیم اور شرعی احکام کی وضاحت مقصود ہوتی ہے، جیسا کہ سجدۂ سہو کے احکام کی عملی تعلیم سے واضح ہوتا ہے